باب الفتاویٰ

مسئلہ وراثت

ایک شخص رحمت علی ولد محمد ابراہیم نے ایک بیوہ سے شادی کی جس کا پہلے خاوند سے ایک بیٹا تھا، مذکور رحمت علی نے جب بیوہ سے شادی کی تو اس کے سابقہ خاوند کے بیٹے کو بھی (منہ بولا) بیٹے کے طور پر قبول کیا (اللہ کی قدرت مذکور رحمت علی کی اپنی حقیقی اولاد نہ تھی)

مذکور شخص رحمت علی فوت ہو گیا ہے اس کی وفات کے وقت مندرجہ ذیل رشتہ دار ورثاء موجود ہیں۔ (۱)ایک بیوی۔ (۲)ایک بہن، (۳) حقیقی چچا۔ (۴)منکوحہ کا سابقہ خاوند سے بیٹا جسے مذکور نے بیٹے کے طور پر قبول کیا ہے۔

ان مذکورہ بالا رشتہ داروں میں سے کون کون وارث ہیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کا کتنا کتنا حصہ بنتا ہے۔ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب بعون الوہاب

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين امابعد

صورت مسئلہ میں بیوی بہن اور چچا وارث ہوں گے اور منکوحہ کا بیٹا محروم ہو گا۔

۱۔ بیوی کو کل مال سے چوتھا حصہ دیا جائے گا کیونکہ خاوند کی حقیقی اولاد نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

ولهن الربع مما تركتم.ان لم يكن لكم ولد--- الاية۔ (سورة

نساء آیت۱۲)
کہ اگر خاوند کی اولاد نہیں تو بیوی کو ربع یعنی چوتھا (۱/۴) حصہ دیا جائے۔
۲۔ بہن کو کل مال سے آدھا حصہ دیا جائے گا کیونکہ متوفی کی حقیقی اولاد نہیں ہے اور والد دادا بھی نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ماترک۔ الایۃ

کہ اے محمد ﷺ آپ سے لوگ فتوی پوچھتے ہیں کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارہ میں فتوی (حکم) دیتے ہیں کہ اگر کوئی مرد ہلاک ہو جائے اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی بہن ہو تو اس کو تمام ترکہ کا آدھا حصہ دیا جائے۔ (سورۃ نساء۔ آیت۱۷٦)

"کلالہ اس میت کو کہتے ہیں کوئی مرد یا عورت مر جائے اور اس کا باپ اور اولاد نہ ہو" (اشرف الحواشی حاشیہ نمبر۲،۹٦)

۳۔ حقیقی چچا: بیوی اور بہن کو ان کا شرعی حصہ دینے کے بعد باقی جو حصہ بچے گا تمام چچا کو دیا جائے کیونکہ وہ عصبہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر۔ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ شریف کتاب الفرائض جلد اول)

کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مقرر شدہ حصے تو حصہ داروں کو دے دو اور جو باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد کو دے دیا جائے۔ مذکورہ صورت میں چچا میت کے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ چنانچہ قرآن و حدیث کے بیان کردہ حکم کے مطابق ان میں تقسیم اس طرح ہو گی۔

کل مال کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک حصہ بیوی کیلئے دو حصے بہن کیلئے ایک بقیہ حصہ چچا کیلئے۔

میت کا ترکہ:۔ ۴ حصے

۱/۴ بیوہ: ۱ حصہ

۲/۴ بہن: ۲ حصے

(عصبہ) باقی چچا: ۱ حصہ

منہ بولا (بیٹا) ×

ملاحظہ: مذکور رحمت علی ولد محمد ابراہیم نے بیوی سے شادی کرتے ہوئے اس کے سابقہ شوہر کے بیٹے کو جو بیٹے کے طور پر قبول کیا ہے جسے اسلامی اصطلاحات میں متبنی یعنی منہ بولا بیٹا کہتے ہیں۔ اسلام نے ایسے منہ بولے بیٹے کی کوئی حیثیت تسلیم نہیں کی بلکہ جاہلیت کی اس رسم کو ختم فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وما جعل ادعیاء کم ابناء کم ذلکم قولکم بافواهکم والله یقول الحق وهو یهدی السبیل۔ (سورة احزاب۔ آیت۴)

کہ جن کو تم اپنا بیٹا (منہ بولا) پکارتے ہو ان کو اللہ تعالیٰ تمہارے بیٹے نہیں بناتا یہ تو صرف تمہارے منہ کی بات ہے اللہ تعالیٰ حق بات کہتے ہیں وہی سیدھے رستہ کی ہدایت دیتے ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے منہ بولے بیٹے زید کی بیوی (جو عرف عام میں بہو تھی زید کے حقیقی بیٹے نہ ہونے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے شادی کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے منہ بولے بیٹے کی بیوی

باقی صہ ۳۹ پر